DATE: ______ ۲۱۶ DAY: ______

۲۲/۶

استاد محترم:

۱ بندہ سے سوال پوچھا گیا تھا کہ اپنے اساتذہ کرام سے یہ پوچھ کر بتانا کہ کیا شریعت میں ہے کہ بیوی پر شوہر کے کام کاج وغیرہ کرنے لازم ہیں۔ اگر ہیں تو وہ کون کون سے ہیں؟

۲ اور شوہر پر بیوی کے کون کون سے کام لازم ہیں۔

۳ کیا بیوی پر شوہر کے گھر والوں کے کام وغیرہ کرنا لازم ہیں یا نہیں؟

۴ جو بیوی کو سامان وغیرہ ملتا ہے کیا شوہر اسکی اجازت کے بغیر خود یا شوہر کے گھر والے استعمال کر سکتے ہیں۔

السائل: محمد نعیم
متعلم دورہ حدیث
جامعہ عبد اللہ بن عمر، لاہور

Daar-UL-Iftaa
Jamia Abdullah Bin Umar
23km Ferozpur Road Near
Kahna Nou
Lahore Pakistan
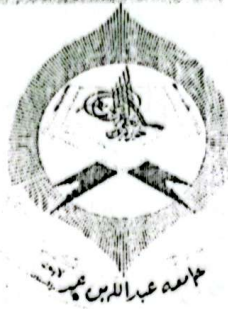
دارُالافتاء
جامعہ عبداللہ بن عمر
۲۳ کلومیٹر فیروز پور روڈ نزد کاہنہ نو، لاہور پاکستان
۰۳۳۲-۸۲۹۱۲۲۱ ، ۰۴۲-۳۵۲۷۲۲۷۰

دار الافتاء کا جواب پوچھے گئے سوال کے مطابق ہوتا ہے سوال کی پوری تفصیل صحیح صحیح بتانا پوچھنے والے کی ذمہ داری ہے۔ سوال میں غلطی یا کمی کی صورت میں جواب کالعدم سمجھا جائے۔

حوالہ نمبر:	فتوی نمبر: ۷۷/۶	سائل:	مجیب: محمد طارق محمود
مفتی: مفتی محمد نوید خان صاحب	مفتی:		
کتاب:	باب:	تاریخ ہجری: ۲۴/۷/۱۴۴۶ھ	تاریخ عیسوی: ۲۰۲۵/۱/۲۵ء

الجواب حامدًا ومصلیًا

میاں بیوی کے باہمی حقوق و فرائض کی تفصیل

۱ - ۴ : واضح ہو کہ میاں بیوی کے باہمی حقوق و فرائض کی بہت سی تفصیلات ہیں۔ بعض باتیں ان میں واجب ہیں بعض مستحب ہیں، لیکن واجب اور مستحب کی تقسیم سے بے جا فائدہ اٹھانے میں میاں بیوی دونوں کے مشقت میں پڑنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ مثلاً بیوی کہے کہ تمھاری والدہ کی خدمت کرنا میرے ذمے لازم نہیں، اور شوہر کہے تمھیں پھل لا کر دینا میرے ذمے لازم نہیں تو نبھاؤ دشوار ہو جائے گا۔

اس بارے میں درست رویہ یہ ہے کہ دونوں ہمدردی اور ایثار سے کام لیں اور اپنی طاقت کے مطابق ایک دوسرے کے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی طرف سے مستحب کاموں کا بھی خیال رکھیں اور دوسرے سے ایسی باتوں کے تقاضے میں سختی نہ برتیں۔ اور سسرالی رشتہ داروں کو بھی چاہیے کہ بلا ضرورت بہو سے خدمت کا مطالبہ نہ کریں اور بیٹے کی رہائش اور کھانا پینا شادی کے بعد الگ کر دیں۔ اس میں بڑی عافیت اور خاندانی جھگڑوں سے نجات رہتی ہے۔ بہشتی زیور حصہ چہارم میں باب ۲۴، ۲۵ میں مثالی رویے کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اسے ضرور پڑھنا چاہیے اور اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ اب کچھ احکام بیان کیے جاتے ہیں:

بیوی کے حقوق:

۱ - مہر دینا شوہر کے ذمے لازم ہے۔

۲ - بیوی کا نفقہ شوہر کے ذمے لازم ہے۔ نفقے میں غذا، لباس اور رہائش شامل ہے۔

۳ - موسم کے لحاظ سے لباس فراہم کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے۔

۴ - اگر عورت مالدار اور بڑے خاندان کی ہے اور وہ شوہر کے والدین کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتی تو شوہر پر لازم ہے کہ اسے الگ گھر میں رکھے۔ اور اگر بیوی درمیانے حال کی ہے تو شوہر پر اسے الگ گھر میں رکھنا لازم نہیں، بلکہ گھر کا ایک حصہ اس کے لیے الگ کر دینا کافی ہے۔ اگر ساتھ رہنے میں والدین کے حقوق تعظیم وغیرہ ضائع ہونے کا اندیشہ ہو یا جھگڑوں کی وجہ سے قطع رحمی کا خوف ہو تو الگ ہو جانا ضروری ہے۔ (امداد الاحکام : ۲/ ۸۸۴ ملخصا)

۵ - کھانے پکانے کا سامان چولہا، برتن وغیرہ مہیا کرنا شوہر کے ذمے لازم ہے۔ اسی طرح گھر کا دوسرا ضروری سامان مہیا کرنا بھی شوہر کی ذمہ داری ہے۔

۶ - والدین سے ایک شہر میں ہفتہ میں ایک بار اور شہر سے باہر ہر مہینہ میں ایک بار عورت کو ملنے کا حق ہے۔ اگر والدین نہ آسکیں تو وہ خود جاسکتی ہے۔ اور وہ آسکیں تو ہر ہفتہ وہیں آکر مل جائیں۔ ہاں سال میں دو چار دفعہ جس طرح عرف و دستور ہو خود بھی جاسکتی ہے۔ اور والدین کے علاوہ دوسرے محرم رشتہ داروں سے شہر کے اندر اور شہر سے باہر سال بھر میں ایک بار ملنے کا عورت کو حق ہے۔ اور محارم کو خط و کتابت کا بھی حق ہے اور وہ عورت کے پاس خود بھی آسکتے ہیں مگر اور شوہر کو یہ حق البتہ ہے کہ ان کو اپنے گھر کے اندر رہنے سے روک دے۔ وہ اس سے مل لیں اور بات چیت کر لیں اور کچھ دیر بات کر کے واپس چلے جائیں۔ اگر رات کو بھی رہنا چاہیں تو شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت ہے۔ (امداد الاحکام : ۲/ ۸۸۵ - ۸۸۷ ملخصا)

۷ - بیوی کی دینی تعلیم و تربیت کرنا شوہر کے ذمے لازم ہے۔ اس میں دین کی باتیں بتانا، عمل کی نگرانی کرنا، روک ٹوک کرنا سب داخل ہے۔ اور یہ حق نفقے کی ادائیگی سے اہم ہے۔ نیز اعتدال کے ساتھ غیرت رکھے یعنی نہ بدگمانی کرے اور نہ بالکل غافل ہو۔

اگر سمجھانے کے باوجود نہ مانے تو کبھی نرمی اور محبت سے سمجھایا جائے۔ کبھی دنیا میں حسن سلوک کا لالچ دیا جائے۔ کبھی اللہ پاک کے احسانات اور آخرت کی نعمتوں کو یاد دلایا جائے۔ کبھی غصے ہو کر اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا چھوڑ دیا جائے۔ کبھی پاس لیٹنا بند کر دیا جائے۔ کبھی دو چار ایسے لفظ ناگواری کے کہہ دیے جائیں جن سے اس کے دل پر اثر ہو۔ کبھی کمر پر ایک دو

چپت مار دیے جائیں۔اور اللہ پاک سے دعا برابر کرتے رہیں کہ وہی مقلب القلوب ہے۔(فتاوی محمودیہ: ۲۹/ ۵۶ دار الاشاعت)

۸ -شوہر کے ذمے بیوی کا علاج ضروری نہیں، تاہم اچھے اخلاق کا تقاضا یہی ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق اس کا علاج کرائے۔وجہ یہ ہے کہ علاج سے شفا ہو جانا سو فیصد یقینی نہیں ہوتا،اس لیے شریعت نے ایک ظنی تدبیر اختیار کرنے کو لازم نہیں کیا،اور اسے چھوڑنے پر گناہ اور آخرت کا مواخذہ نہیں رکھا۔ تاہم اس کی اجازت دی ہے،اور یہ در حقیقت شریعت کی رحمت ہے کہ دنیاوی فائدے کی ایک غیر یقینی تدبیر کو لازم قرار نہیں دیا۔ حتی کہ آدمی پر اپنا علاج کرانا بھی ضروری نہیں۔اگر کوئی بیمار اپنا علاج نہ کرائے اور فوت ہو جائے تو گنہگار نہیں۔ علاج کا درجہ در حقیقت بنتا ہی یہ ہے کہ مباح یا زیادہ سے زیادہ مستحب ہو۔

۹ - وقتاً فوقتاً ازدواجی تعلق قائم کرنا۔اور اتنی مدت گھر سے باہر نہ رہنا جس سے اپنے یا گھر والوں کے کسی گناہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو۔(ماخذہ: فتاوی عثمانی: ۲/ ۳۱۰ - ۳۱۲، فتاوی محمودیہ: ۲۹/ ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۳۷، ۱۳۸ دار الاشاعت)

۱۰ - شوہر اور بیوی میں سے ہر ایک کو اپنے حقوق دوسرے کو معاف کرنے کا اختیار ہے۔(ماخذہ: فتاوی محمودیہ: ۲۹/ ۶۲، دار الاشاعت)

اگر عورت بلا جبر واکراہ محض اپنی خوشی سے اپنے تمام حقوق یا بعض حقوق ایک مدت یا ہمیشہ کے لیے معاف کر دے تو وہ معاف ہو جائیں گے، مگر اس عورت کو اس وقت کے بعد بھی ہر وقت حق رجوع ہے اور شوہر پر واجب ہے کہ اس کی اطلاع اس کو کر دے کہ تم کو ہر وقت حق رجوع ہے۔(امداد الفتاوی: ۲/ ۴۰۳ ملخصا بلفظہ) وغیرہ وغیرہ

شوہر کے حقوق:

۱ - شوہر کے سامنے جائز زیب وزینت اختیار کیے رہے۔زیب وزینت چھوڑنا ان کاموں میں سے ہے جن پر مرد کو اختیار ہے بیوی کو مارنے کا۔

۲ - جب شوہر بستر پر بلائے آجائے۔یہ بات نہ ماننے پر حدیث میں بہت سخت وعید آئی ہے کہ ساری رات لعنت پڑتی ہے۔

۳ - بیوی کے ذمے شوہر کی خدمت اور گھر کا کام دیانتاً واجب ہے، قضاءً نہیں، لہذا شوہر اس کو مجبور نہیں کر سکتا، لیکن اگر انکار کرے گی گنہگار ہوگی جب کہ اسے کوئی عذر نہ ہو۔(امداد الاحکام: ۲/ ۳۷۸، ۳۷۹ بتسہیل)

۴ - ساس سسر وغیرہ کی خدمت بہو پر لازم نہیں۔ تاہم اچھے اخلاق کی بات یہ ہے کہ حتی الامکان ان کی راحت رسانی اور خدمت کا خیال رکھے۔ کل کو یہ ساس بنے گی تو اس کی بھی خدمت ہو گی ان شاء اللہ۔ تاہم سسر کی جسمانی خدمت سے احتیاط برتے۔ (مأخذہ: کفایت المفتی: ۵/۲۲۹، ۲۳۰، فتاوی محمودیہ: ۲۹/۶۱، دار الاشاعت)

۵ - شوہر کی شکر گذار اور قدردان رہے۔ اگر کبھی کوئی تکلیف پہنچے اسے برداشت کرے۔ عورت کے لیے شوہر کا رتبہ اس کے والد سے زیادہ ہے۔ لہذا اسے راضی رکھنے کی ہر ممکن تدبیر کرے اور اس کی فرمانبردار رہے۔

۶ - شوہر نے اگر جہیز بنانے کے لیے پیسے بھیجے ہوں تو وہ جہیز کا مطالبہ کر سکتا ہے، ورنہ مطالبہ نہیں کر سکتا۔ البتہ لڑکی کے والدین رسمی پابندی اور دباؤ کے بغیر اپنی وسعت کے مطابق بیٹی کو کوئی سامان دینا چاہیں تو درست ہے۔ جو چیزیں بیوی کی ملکیت میں ہیں اس کی اجازت کے بغیر خاوند اور اس کے گھر والے استعمال نہیں کر سکتے۔

۷ - بیوی کا کسی کو گھر لانا، خود گھر سے باہر نکلنا، نفلی روزہ رکھنا، شوہر کے مال سے صدقہ کرنا ان سب کاموں کے لیے شوہر کی اجازت ضروری ہے۔

۸ - بیوی کا فطرانہ، اس کے مال کی زکاۃ اور قربانی شوہر کے ذمے لازم نہیں۔ لیکن بہتر ہے کہ شوہر بیوی سے اجازت لے کر اس کی طرف سے ادا کر دے۔ اور ایک تدبیر یہ ہے کہ نفقے کے علاوہ کچھ رقم وقتاً فوقتاً شوہر دیتا رہے جس سے بیوی کو ان امور کی ادائیگی میں سہولت ہو۔ (مأخذہ: اصلاح انقلاب امت: ۲/۱۸۵، ۱۸۶)

۹ - اگر کوئی بات شریعت کے خلاف خاوند میں دیکھے تو ادب سے منع کرے۔

۱۰ - خاوند کا نام لے کر نہ پکارے۔ وغیرہ وغیرہ

میاں بیوی کے حقوق کی مزید تفصیل امداد الفتاوی: ۲/۱۸۵، ۱۸۶ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

نفقة الزوجة وأثاث البيت

قال النبي ﷺ : ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف. (صحيح مسلم : ١٢١٨/فؤاد)

هي لغة: ما ينفقه الإنسان على عياله. وشرعا: (هي الطعام والكسوة والسكنى) ..... (فتجب للزوجة) بنكاح صحيح، فلو بان فساده أو بطلانه رجع بما أخذته من النفقة بحر (على زوجها) . (الدر مع الرد : ٥٧١/٣ ، ٥٧٢ باب النفقة)

والنفقة الواجبة المأكول والملبوس والسكنى أما المأكول فالدقيق والماء والملح والحطب والدهن كذا في التتارخانية وكما يفرض لها قدر الكفاية من الطعام كذلك من الآدام كذا في فتح القدير. (الفتاوى الهندية : ٥٤٩/١)
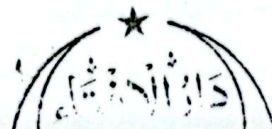
(امتنعت المرأة) من الطحن والخبز (إن كانت ممن لا تخدم) أو كان بها علة (فعليه أن يأتيها بطعام مهيأ وإلا) بأن كانت ممن تخدم نفسها وتقدر على ذلك (لا) يجب عليه ولا يجوز لها أخذ الأجرة على ذلك لوجوبه عليها ديانة ولو شريفة؛ لأنه - عليه الصلاة والسلام - قسم الأعمال بين علي وفاطمة، فجعل أعمال الخارج على علي - ﷺ - والداخل على فاطمة - ﷺ - مع أنها سيدة نساء العالمين بحر. (ويجب عليه آلة طحن وخبز وآنية شراب وطبخ ككوز وجرة وقدر ومغرفة) وكذا سائر أدوات البيت كحصر ولبد وطنفسة، وما تتنظف به وتزيل الوسخ كمشط وأشنان وما يمنع الصنان، ومداس رجلها، وتمامه في الجوهرة والبحر.........

(قوله من الطحن والخبز) عبارة الهندية من الطبخ والخبز (قوله فعليه أن يأتيها بطعام مهيأ) أو يأتيها بمن يكفيها عمل الطبخ والخبز هندية (قوله لا يجب عليه) وفي بعض المواضع: تجبر على ذلك. قال السرخسي: لا تجبر، ولكن إذا لم تطبخ لا يعطيها الإدام وهو الصحيح، كذا في الفتح.

وما نقله عن بعض المواضع عزاه في البدائع إلى أبي الليث، ومقتضى ما صححه السرخسي أنه لا يلزمه سوى الخبز تأمل، لكن رأيت صاحب النهر قال بعد قوله لا يعطيها الإدام، أي إدام هو طعام لا مطلقا كما لا يخفى......... (قوله ولبد) كجلد واحد اللبود والطنفسة مثلثا البساط (قوله وتمامه في الجوهرة) حيث قال ويجب عليه ما تنظف به وتزيل الوسخ كالمشط والدهن والسدر والخطمي والأشنان والصابون على عادة أهل البلد، أما الخضاب والكحل فلا يلزمه بل هو على اختياره .... وفي البزازية: ولا تفرض لها الفاكهة، والسهك بالتحريك: ريح العرق ....

[تنبيه] قد علم مما ذكر أنه لا يلزمه لها القهوة والدخان وإن تضررت بتركهما؛ لأن ذلك إن كان من قبيل الدواء أو من قبيل التفكه فكل من الدواء والتفكه لا يلزمه كما علمت. (الدر مع الرد : ٥٧٩/٣ ، ٥٨٠ باب النفقة)

وفي البحر: قد استفيد من هذا أنه لو كان لها أمتعة من فرش ونحوها لا يسقط عن الزوج ذلك، بل يجب عليه. وقد رأينا من يأمرها بفرش أمتعتها له ولأضيافه جبرا عليها وذلك حرام كمنع كسوتها.

(قوله وفي البحر إلخ) وعبارته: والحاصل أن المرأة ليس عليها إلا تسليم نفسها في بيته، وعليه لها جميع ما يكفيها بحسب حالها من أكل وشرب ولبس وفرش، ولا يلزمها أن تتمتع بما هو ملكها ولا أن تفرش له شيئا من فرشها إلخ. (الدر مع الرد : ٣/٥٨٤)

وإن زفت إليه بثياب فلا يلزمها استعمالها. (المصدر السابق : ٣/٥٨٥)

إطاعة الزوج في كل مباح

وحقه عليها أن تطيعه في كل مباح يأمرها به .

(قوله في كل مباح) ظاهره أنه عند الأمر به منه يكون واجبا عليها كأمر السلطان الرعية به ط (الدر مع الرد : ٣/٢٠٨ باب القسم بين الزوجات)

تعزير الزوجة

(ويعزر المولى عبده والزوج زوجته) ولو صغيرة لما سيجيء (على تركها الزينة) الشرعية مع قدرتها عليها (و) تركها (غسل الجنابة، و) على (الخروج من المنزل) لو بغير حق (وترك الإجابة إلى الفراش) لو طاهرة من نحو حيض. ويلحق بذلك ما لو ضربت ولدها الصغير عند بكائه أو ضربت جاريته غيرة ولا تتعظ بوعظه، أو شتمته ولو بنحو يا حمار، أو ادعت عليه، أو مزقت ثيابه، أو كلمته ليسمعها أجنبي، أو كشفت وجهها لغير محرم، أو كلمته أو شتمته أو أعطت ما لم تجر العادة به بلا إذنه والضابط كل معصية لا حد فيها فللزوج والمولى التعزير، وليس منه ما لو طلبت نفقتها أو كسوتها وألحت لأن لصاحب الحق مقالا بحر، و (لا على ترك الصلاة) لأن المنفعة لا تعود عليه بل إليها، كذا اعتمده المصنف تبعا للدرر على خلاف ما في الكنز والملتقى واستظهره في حظر المجتبى.

(قوله ويلحق بذلك إلخ) أشار إلى أن تعزير الزوج لزوجته ليس خاصا بالمسائل الأربعة المذكورة في المتون، ولذا قال في الولوالجية: له ضربها على هذه الأربعة وما في معناها، وهو صريح الضابط الآتي أيضا، (الدر مع الرد : ٤/٧٧ ، ٧٨ باب التعزير)

قال المصنف: وبهذا ظهر أنه لا يجب على الزوج ضرب زوجته أصلا. (المصدر السابق : ٤/٧٩ باب التعزير)

فالأمر بالضرب في النصوص كقوله تعالى: واضربوهن (النساء : ٣٤) وقوله عليه السلام : فاضربوهن ضربا غير مبرح. (صحيح مسلم : ١٢١٨) ليس للوجوب . طارق

قال في البحر: وصرحوا بأنه إذا ضربها بغير حق وجب عليه التعزير اه أي وإن لم يكن فاحشا.

(المصدر السابق : ٧٩/٤ باب التعزير)

وجوب أعمال البيت ديانة لا قضاء

وليس عليها أن تعمل بيدها شيئا لزوجها قضاء من الخبز والطبخ وكنس البيت وغير ذلك.

(فتاوى قاضي خان على هامش الهندية : ٤٤٣/١ فصل في حقوق الزوجية)

[خاتمة] واجبات الإسلام سبعة: الفطرة، ونفقة ذي رحم، ووتر وأضحية، وعمرة وخدمة أبويه، والمرأة لزوجها حدادي.

والمعنى: أن هذه السبعة من واجبات الإسلام ولعل لها خصوصية اشتركت فيها من بين سائر الواجبات فلا يرد ما في ط من .... ومراده بالواجب ما يعم الواجب ديانة كخدمة المرأة لزوجها والفرض العملي كالوتر . (الدر مع الرد : ٣٦٨/٢، ٣٦٩)

بيان حق الكسوة

(وتفرض لها الكسوة في كل نصف حول مرة) لتجدد الحاجة حرا وبردا .... (وتزاد في الشتاء جبة) وسروالا وما يدفع به أذى حر وبرد (ولحافا وفراشا) وحدها؛ لأنها ربما تعتزل عنه أيام حيضها ومرضها (إن طلبته، ويختلف ذلك يسارا وإعسارا وحالا وبلدا) اختيار.

(قوله وتفرض لها الكسوة) كان على المصنف أن يصل الكلام على الكسوة بعضه ببعض، بأن يقدم قوله وتزاد في الشتاء إلخ هنا أو يؤخر هذه الجملة هناك ط. واعلم أن تقدير الكسوة مما يختلف باختلاف الأماكن والعادات فيجب على القاضي اعتبار الكفاية بالمعروف في كل وقت ومكان، فإن شاء فرضها أصنافا، وإن شاء قومها وقضى بالقيمة، كذا في المجتبى. وفي البدائع: الكسوة على الاختلاف كالنفقة من اعتبار حاله فقط أو حالهما بحر (قوله في كل نصف حول مرة) إلا إذا تزوج وبنى بها ولم يبعث لها كسوة فتطالبه بها قبل نصف الحول، ...... واعلم أنه لا يجدد لها الكسوة ما لم يتخرق ما عندها أو يبلغ الوقت الذي يكسوها . كافي الحاكم وفيه تفصيل سيأتي قبيل قوله ولخادمها...... وفي ديارنا يفرض الإزار والمكعب وما تنام عليه. (الدر مع الرد : ٥٨٠/٣ ، ٥٨٤)

لا يلزم المداواة

فقالوا يا رسول الله ﷺ : هل علينا جناح أن لا نتداوى ؟ قال: «تداووا عباد الله، فإن الله، سبحانه، لم يضع داء، إلا وضع معه شفاء، إلا الهرم. (سنن ابن ماجة : ٣٤٣٦/ في الزوائد : إسناده صحيح رجاله ثقات)

وأمر تداووا للأباحة أو الندب كما في بذل المجهود وحاشيته : ١٨٤/١٦ ، ١٨٥

ولا يجب الدواء للمرض، ولا أجرة الطبيب، ولا الفصد، ولا الحجامة كذا في السراج الوهاج. (الفتاوى الهندية : ٥٤٩/١ ، الفصل الأول في نفقة الزوجة)

الحاجة إلى النفقة معلومة الوقوع وإلى الدواء بعارض المرض، ولهذا كانت نفقة المرأة على الزوج ودواؤها في مالها. (الهداية : ٢٠٩/٣ ، فصل فيما يفعله المضارب)

نفقات العلاج : قرر فقهاء المذاهب الأربعة أن الزوج لا يجب عليه أجور التداوي للمرأة المريضة من أجرة طبيب وحاجم وفاصد وثمن دواء، وإنما تكون النفقة في مالها إن كان لها مال، وإن لم يكن لها مال، وجبت النفقة على من تلزمه نفقتها؛ لأن التداوي لحفظ أصل الجسم، فلا يجب على مستحق المنفعة، كعمارة الدار المستأجرة، تجب على المالك لا على المستأجر، وكما لا تجب الفاكهة لغير أدم. (الفقه الإسلامي وأدلته : ١١٠/١٠)

شوہر کے ذمہ زوجہ مریضہ کی دوا کرنا واجب نہیں، بلکہ تبرع محض ہے۔(فتاوی دار العلوم دیوبند: ۸۴/۱۱)

بیوی کے علاج کا خرچ شوہر کے ذمے لازم نہیں۔(امداد الفتاوی: ۵۲۸/۲ ملخصا)

شوہر کے ذمے بیوی کا علاج ضروری نہیں۔(کفایت المفتی: ۴۵،۴۴/۴)

(وتجب) النفقة بأنواعها على الحر (لطفله) يعم الأنثى والجمع (الفقير) الحر.

(قوله بأنواعها) من الطعام والكسوة والسكنى، ولم أر من ذكر هنا أجرة الطبيب وثمن الأدوية، وإنما ذكروا عدم الوجوب للزوجة. (الدر مع الرد : ٦١٢/٣ مطلب الصغير والمكتسب نفقته في كسبه لا على أبيه)

قال الرافعي : قوله : (ولم أر من ذكر هنا أجرة الطبيب إلخ) عدم الوجوب ظاهر ، فإن المريض لا تجب عليه مداواة نفسه مع غناه فبالأولى أنه لا تجب على غيره وقد عللوا وجوب النفقة عليه بأنه جزءه فصار كنفسه. (التحرير المختار على هامش الشامي : ٣٤٥/٥)

العطشان لو ترك شرب الماء يأثم، ولو ترك المريض التداوي لا يأثم أفاده ح عن المنح. (رد المحتار : ٢٩٩/ :)

فإن ترك الأكل والشرب حتى هلك فقد عصى؛ لأن فيه إلقاء النفس إلى التهلكة وإنه منهي عنه في محكم التنزيل اهـ بخلاف من امتنع عن التداوي حتى مات إذ لا يتيقن بأنه يشفيه كما في الملتقى وشرحه. (رد المحتار : ٣٣٨/٦) ومثله فيه : ٣٨٩/٦

ولو أن رجلا ظهر به داء فقال له الطبيب قد غلب عليك الدم فأخرجه فلم يفعل حتى مات لا يكون آثما لأنه لم يتيقن أن شفاءه فيه كذا في فتاوى قاضي خان. (الفتاوى الهندية : ٣٥٤/٥ ، ٣٥٥ ، الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات)

مرض أو رمد فلم يعالج حتى مات لا يأثم كذا في الملتقط.

والرجل إذا استطلق بطنه أو رمدت عيناه فلم يعالج حتى أضعفه ذلك وأضناه ومات منه لا إثم عليه فرق بين هذا وبينما إذا جاع ولم يأكل مع القدرة حتى مات حيث يأثم والفرق أن الأكل مقدار قوته مشبع بيقين فكان تركه إهلاكا ولا كذلك المعالجة والتداوي كذا في الظهيرية. (الفتاوى الهندية : ٣٥٥/٥)

اعلم بأن الأسباب المزيلة للضرر تنقسم إلى مقطوع به كالماء المزيل لضرر العطش والخبز المزيل لضرر الجوع وإلى مظنون كالفصد والحجامة وشرب المسهل وسائر أبواب الطب أعني معالجة البرودة بالحرارة ومعالجة الحرارة بالبرودة وهي الأسباب الظاهرة في الطب وإلى موهوم كالكي والرقية أما المقطوع به فليس تركه من التوكل بل تركه حرام عند خوف الموت وأما الموهوم فشرط التوكل تركه إذ به وصف رسول الله - ﷺ وآله - المتوكلين وأما الدرجة المتوسطة وهي المظنونة كالمداواة بالأسباب الظاهرة عند الأطباء ففعله ليس مناقضا للتوكل بخلاف الموهوم وتركه ليس محظورا بخلاف المقطوع به بل قد يكون أفضل من فعله في بعض الأحوال وفي حق بعض الأشخاص فهو على درجة بين الدرجتين كذا في الفصول العمادية في الفصل الرابع والثلاثين. (الفتاوى الهندية : ٣٥٥/٥)

أجرة القابلة على من استأجرها من زوجة وزوج ولو جاءت بلا استئجار، قيل عليه وقيل عليها. (قوله قيل عليه إلخ) عبارة البحر عن الخلاصة: فلقائل أن يقول عليه؛ لأنه مؤنة الجماع، ولقائل أن يقول عليها كأجرة الطبيب اهـ وكذا ذكر غيره، ومقتضاه أنه قياس ذو وجهين لم يجزم أحد من المشايخ بأحدهما خلاف ما يفهمه كلام الشارح، ويظهر لي ترجيح الأول؛ لأن نفع القابلة معظمه يعود إلى الولد فيكون على أبيه تأمل. (الدر مع الرد : ٥٧٩/٣ ، ٥٨٠)

كفران العشير

عن ابن عباس، قال: قال النبي ﷺ: «أريت النار فإذا أكثر أهلها النساء، يكفرن» قيل: أيكفرن بالله؟ قال: " يكفرن العشير، ويكفرن الإحسان، لو أحسنت إلى إحداهن الدهر، ثم رأت منك شيئا، قالت: ما رأيت منك خيرا قط " (صحيح البخاري :٢٩ ، باب كفران العشير، وكفر دون كفر)

وعن عبد الله بن عمرو عن رسول الله - ﷺ - قال: " «لا ينظر الله تبارك وتعالى إلى امرأة لا تشكر لزوجها وهي لا تستغني عنه. رواه البزار بإسنادين، والطبراني وأحد إسنادي البزار رجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد للهيثمي : ٧٦٤٨)

إذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه فأبت

عن أبي هريرة ﷺ، عن النبي ﷺ قال: «إذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه، فأبت أن تجيء، لعنتها الملائكة حتى تصبح». (صحيح البخاري : ٥١٩٣)

قال رسول الله ﷺ: " لا تمنع امرأة زوجها، ولو كان على ظهر قتب. (مسند أحمد : ٤٥٨/٣٩ صحيح لغيره)

تعظيم حق الزوج

عن أبي هريرة، عن النبي ﷺ قال: «لو كنت آمرا أحدا أن يسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها» سنن الترمذي : ١١٥٩ ، حسن غريب من هذا الوجه وفي الباب عن ....

عن عبد الله بن عباس قال: قال رسول الله ﷺ: «ألا أخبركم بنسائكم من أهل الجنة الودود، الولود، العؤود على زوجها، التي إذا آذت أو أوذيت، جاءت حتى تأخذ بيد زوجها، ثم تقول والله لا أذوق غُمضا حتى ترضى». (السنن الكبرى للنسائي : ٩٠٩٤ ، شكر المرأة لزوجها)

عن معاذ بن جبل عن النبي - ﷺ - قال: «لا يحل لامرأة أن تأذن في بيت زوجها، وهو كاره، ولا تخرج وهو كاره، ولا تطيع فيه أحدا، ولا تخشن بصدره، ولا تعتزل فراشه، ولا تضربه، وإن كان هو أظلم منها حتى ترضيه، فإن هو رضي وقبل منها فبها ونعمت قبل الله عذرها وأفلح وجهها، ولا إثم عليها، وإن هو أبى أن يرضى عنها، فقد أبلغت عذرها» . (مجمع الزوائد للهيثمي : ٧٦٦٥/ رواه الطبراني بإسنادين، ورجال أحدهما ثقات)

وعن حصين بن محصن ﷺ أن عمة له أتت النبي ﷺ فقال لها: أذات زوج أنت ؟ قالت نعم. قال فأين أنت منه ؟ قالت ما آلوه إلا ما عجزت عنه. قال فكيف أنت له فإنه جنتك

ونارك!! رواه أحمد والنسائي بإسنادين جيدين والحاكم وقال صحيح الإسناد. (الترغيب والترهيب للمنذري : ٢٩٧٢)

ثم قالت: يا رسول الله، ما حق الزوج على زوجته؟ قال: «ترضيه إذا غضب» قال رجل: وإن كان ظالما؟ قال: «وإن كان ظالما» (الآثار لأبي يوسف : ٩١٠ ، مختصر)

عن أبي هريرة ﷺ: أن رسول الله ﷺ قال: «لا يحل للمرأة أن تصوم وزوجها شاهد إلا بإذنه، ولا تأذن في بيته إلا بإذنه، وما أنفقت من نفقة عن غير أمره فإنه يؤدى إليه شطره» (صحيح البخاري : ٥١٩٥)

لا تنفق امرأة شيئا من بيت زوجها إلا بإذن زوجها» ، قيل: يا رسول الله، ولا الطعام، قال: «ذاك أفضل أموالنا» (سنن الترمذي : ٦٧٠ حسنه الترمذي)

رسول الله ﷺ قال: " ثلاثة لا ترفع صلاتهم فوق رءوسهم شبرا: رجل أم قوما وهم له كارهون، وامرأة باتت وزوجها عليها ساخط، وأخوان متصارمان "(سنن ابن ماجة : ٩٧١/ في الزوائد: إسناده صحيح ورجاله ثقات)

قيل لرسول الله ﷺ: أي النساء خير؟ قال: «التي تسره إذا نظر، وتطيعه إذا أمر، ولا تخالفه في نفسها ومالها بما يكره» (سنن النسائي : ٣٢٣١)

وجوب تعليم الأهل على الرجل

يا أيها الذين آمنوا قوا أنفسكم وأهليكم ناراً . (التحريم : ٦)

قال أبو بكر: وهذا يدل على أن علينا تعليم أولادنا وأهلينا الدين والخير وما لا يستغنى عنه من الآداب .... ويدل على أن للأقرب فالأقرب منا مزية في لزومنا تعليمهم وأمرهم بطاعة الله تعالى. (أحكام القرآن للجصاص : ٣٦٤/٥ ، ٣٦٥)

جس طرح نفقات حسیہ سے بی بی اوز اولاد اور متعلقین کی جسمی تربیت ضروری ہے، اسی طرح علوم وطریق اصلاح سے ان کی روحی تربیت اس سے زیادہ ضروری ہے ۔(اصلاح انقلاب امت : ۲/ ۱۹۴، حضرت تھانوی)

الزوج أعظم حقا على المرأة من أبيها

عن عائشة قالت: سألت النبي ﷺ أي الناس أعظم حقا على المرأة؟ قال: «زوجها» قالت: فأي الناس أعظم حقا على الرجل؟ قال: «أمه» (السنن الكبرى للنسائي : ٩١٠٣ حق الرجل على المرأة)

أخرجه أحمد والنسائي وصححه الحاكم من حديث عائشة. (فتح الباري لابن حجر : ٤٠٢/١٠) ويراجع إتحاف الخيرة المهرة : ٣٢٠٥ هذا إسناد حسن. ١/٣٢٠٥ والترغيب والترهيب للمنذري : ٢٩٧٣

شوہر کا رتبہ تو باپ سے بھی زیادہ ہے۔(بہشتی زیور مدلل:ص۳۰۷)

طلب الجهاز

وقدمنا في باب المهر أن هذا المبعوث إلى الأب يسمى في عرف الأعاجم بالدستيمان وأنه في الكافي وغيره فسره بالمهر المعجل، وأن غيره فصل، وقال: إن أدرج في العقد فهو المهر المعجل حتى ملكت المرأة منع نفسها لاستيفائه فلا يملك الزوج طلب الجهاز؛ لأن الشيء لا يقابله عوضان وإن لم يدرج فيه ولم يعقد عليه فهو كالهبة بشرط العوض، فله طلب الجهاز على قدر العرف والعادة أو طلب الدستيمان، وبذلك يحصل التوفيق بين القولين (قوله فله مطالبة الأب بالنقد) أي المنقود، وهو ما بعثه إلى الأب لا على كونه من المهر، بل على كونه بمقابلة ما يتخذ للزوج في الجهاز لما علمت من أنه هبة بشرط العوض فله الرجوع بها عند عدم المعوض فافهم. (الدر مع الرد : ٥٨٥/٣ ، مطلب فيما لو زفت إليه بلا جهاز)...............والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح
محمد نوید خان عفی عنہ
محمد نوید خان عفی عنہ
استاذ الحدیث ومفتی
دار الافتاء جامعہ عبد اللہ بن عمر، لاہور

محمد طارق محمود عفی عنہ
محمد طارق محمود عفی عنہ
مدرس ومعین مفتی
دار الافتاء جامعہ عبد اللہ بن عمر، لاہور
٢٠/٧/١٤٤٦ھ
٢١/١/٢٠٢٥ء